کتاب نما

وحی، علم اور سائنس، ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، بھارت۔ صفحات: ۱۵۲۔ قیمت: ۷۰ بھارتی روپے۔

مذہب، انسانی علم و عمل کے لیے ایک ماورائی طریق ہے، جب کہ تجربی علم اور سائنس کی بنیاد، مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ مذہب، انسان کو اس کی اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں جو علم دیتا ہے، اور اس کے لیے جو راہِ عمل بتاتا ہے، ضروری نہیں کہ انسان کی اپنی فکر اور محسوسات و مشاہدے سے ہم آہنگ ہو۔ مذہب اور عقل، مذہب اور سائنس میں ہم آہنگی تلاش کرنے کی کوششیں بہت سے اہلِ مذہب اور سائنس دانوں نے کی ہیں۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے اس طرح کی کوششیں معتزلہ نے کی۔ آج کل قرآن اور سائنس، اسلام اور نظریۂ ارتقا اور کائنات کی سائنسی تشریح اور اسلام جیسے موضوعات پر بے شمار مضامین اور کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب اس سلسلے کی ایک منفرد تصنیف ہے۔ انھوں نے الہامی دعووں اور مشاہداتی علم کو خلط ملط کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

مصنف نے پہلے تو اسلامی نقطۂ نظر سے علم کے بنیادی مصدر 'وحی' کی تشریح کی ہے۔ اُن کے نزدیک وحی کی دو قسمیں ہیں: وحیِ الٰہی اور جناتی وحی۔ وحی کے حاملین میں ارض و سما، حیوانات، فرشتے، جن اور انسان شامل ہیں۔ گویا یہ وحی کے وصول کنندہ ہیں۔ تاہم حصولِ علم میں وحیِ الٰہی ہی ایک یقینی ذریعہ علم ہے اور انسان چونکہ اس زمین پر اللہ کا خلیفہ/ نائب ہے، اس لیے اُس کی ہدایت کے لیے رسولوں کے ایک سلسلے کے ذریعے ہدایت و رہنمائی کا سامان پیدا کیا گیا ہے، جس کی آخری، حتمی اور غیر مشکوک صورت قرآن مجید ہے جو اللہ کے آخری پیغام بر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام انسانوں کو عطا کیا گیا۔

وحی کی دوسری صورتیں، ان کے خیال میں وجدان، ضمیر اور جبلّت ہیں، جو پیغمبر اور عام لوگوں، سب کو حاصل ہیں۔ اس طرح الہام بھی صالحین اور غیر صالحین سب کو ہوسکتا ہے۔ یہ جنوں کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے، اور اس صورت میں اِسے وسوسہ کہہ سکتے ہیں۔ وجدان، ضمیر، جبلّت، الہام، اِلقا اور وسوسے سے جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔ لیکن وحیِ رسالت سے جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ علم صرف پیغمبر کا نصیب ہے۔

مصنف کہتے ہیں کہ احادیث کے مضامین میں وحیِ رسالت بھی شامل ہوتی ہے، اور اس کے علاوہ ان میں پیغمبر کے اپنے مشاہدات، تجربات اور غور و فکر کے نتائج اور ظنیات بھی شامل ہوتے ہیں۔ وحیِ رسالت اور اِن مشاہدات و تجربات کے نتائج میں فرق کرنا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں: ''احادیث کے مضمون پر کسی بھی علمی یا سائنسی تجزیے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مضمونِ حدیث کی نوعیت طے کرلی جائے کہ وہ وحیِ رسالت ہے یا...... صرف تجربے اور غور و فکر کا نتیجہ''۔ چونکہ کلام اللہ (قرآن مجید) کے بعد کلامِ رسولؐ (حدیث) ہی سب سے زیادہ یقینی اور اہم ذریعۂ علم ہے، اس لیے حدیث کی نوعیت کا تعین نہایت ضروری ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ ''اگر وحی کا استعمال بغیر تجربے کے کیا جائے تو ہمیشہ ناقص معاشرہ وجود میں آئے گا، اور اگر تجربے ہی پر بھروسا کیا جائے تو معاشرے میں دوسرے قسم کے نقائص پیدا ہوں گے۔ اس لیے اسلامی معاشرے میں اعمال کا تعین وحی اور تجربے، دونوں کی روشنی میں ہونا چاہیے''۔

قرآن اور سائنسی علم کے بارے میں مصنف بجا طور پر کہتے ہیں کہ قرآن کے 'خبریہ جملوں' کی صحت جانچنے کے لیے سائنس کو کسوٹی نہیں بنایا جاسکتا۔ مصنف کے نزدیک اسلام اور سائنس کے درمیان ربط کی پانچ بنیادیں ہیں: قرآن، محسوسات اور معقولات کو ایک ذریعۂ علم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، وہ وحی کو ایک اچھا ذریعۂ علم قرار دیتا ہے، وحی کے بہت سے پیغامات کو محسوسات اور معقولات کی مدد سے مدلل کرتا ہے، قرآن اوہام سے پاک ہے، چنانچہ علمی عقائد سے اس کا ٹکراؤ نہیں، اور جہاں قرآن اور سائنس میں ٹکراؤ نظر آتا ہے، وہ اصل میں سائنس دانوں کے توہمات اور ظنیات پر جمے رہنے کی ضد کی بنا پر ہے۔

کتاب میں 'نیچری طرزِ فکر' سے اجتناب برتا گیا ہے۔ ہمارے بعض علما اور مصنفین کی

عادت ہے کہ جہاں کوئی نیا سائنسی انکشاف سامنے آیا' جھٹ قرآن مجید سے استشہاد کر کے یہ دکھا دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارے ہاں بھی موجود ہے۔ ایٹم کا تصور' اجرامِ سماوی کی گردش' دن رات کی پیدایش وغیرہ۔ یہ کتاب اس معذرت خواہانہ رویّے سے پاک ہے۔ مصنف اس رویّے کو بجا طور پر 'سائنس زدگی' قرار دیتے ہیں اور اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن اس کوشش میں کہیں کہیں وہ علماے قدیم سے اس طرح اتفاق کرتے ہیں کہ اس کا دفاع مشکل ہے' مثال کے طور پر 'رتق' کی تفسیر میں۔ قرآن مجید کے مطابق پہلے آسمان اور زمین 'رتق' تھے۔ پھر انھیں 'فتق' کیا گیا (الانبیاء ۲۱:۳۰)۔ ابن عباسؓ' ابن عمرؓ اور بعض دوسرے اس سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ آسمان سے بارش نہ ہوتی تھی' اور زمین' روئیدگی نہ دیتی تھی۔ پھر اللہ نے انھیں کھول دیا' بارش ہونے لگی اور جان دار چیزیں پیدا ہونے لگیں۔ جدید کونیات کہتی ہے کہ یہ وسیع کائنات جو ہر لمحے وسیع تر ہوتی جارہی ہے' ابتداً ایک چھوٹے سے 'مادہ توانائی مرکزے' پر مشتمل تھی جو ایک بڑے انفجار (big bang) کے نتیجے میں کائنات کے وجود میں آنے کا باعث ہوا (فتق)۔ اگر قرآن مجید کی یہ تفہیم' جدید نظریاتِ کائنات سے قریب تر ہے' تو اِسے قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ بہرحال وحیِ الٰہی کی تفسیر وتشریح اور مشاہداتی علم میں توافق تلاش کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

مصنف بنیادی طور پر سائنس دان ہیں۔ وہ نباتیات میں پی ایچ ڈی ہیں۔ کتاب کا مطالعہ عام لوگوں کے علاوہ ہمارے علما کے لیے بھی مفید ہوگا۔ (پروفیسر عبدالقدیر سلیم)

آخری سورتوں کے درس -۲ (سورۃ العصر تا سورۃ الناس)' مؤلف: خرم مراد۔ صفحات: ۳۱۶۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

یہ قرآن حکیم کی آخری ۱۲ سورتوں (العصر تا الناس) کے ان دروس پر مشتمل ہے جو خرم مراد مرحوم نے مسجد بلال' گارڈن ٹاؤن لاہور کے خطاب جمعہ میں ایک تواتر سے دیے تھے۔ انھیں کیسٹ سے اتار کر تدوین کے بعد کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ مدرس کے نزدیک ان سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ: ان سورتوں میں اس کائنات میں انسان کے مقام کو واضح کیا گیا ہے' دین کی بنیادی تعلیمات اجمالاً بیان کی گئی ہیں' نیز اللہ اور انسان کے مابین تعلق جو قرآن کا مرکزی